© rasailojaraid.com

ڈاکٹر اسرار احمد کا سانحۂ ارتحال

محمد عابد مسعود

ڈاکٹر اسرار احمد کا نام ہر پڑھا لکھا پاکستانی جانتا ہے۔ پاکستان کے باہر بھی ڈاکٹر صاحب کے چاہنے والوں کی کمی نہیں۔ ان کی وفات پر شائع ہونے والی خبروں اور مضامین میں اُن کے سوانحی حالات کی تفصیلات آ چکی ہیں ہم یہاں اُن کا تکرار نہیں کریں گے۔ اُن کی شخصیت کے دو پہلو ایسے ہیں۔ نمبر ایک قرآن پاک کی طرف عام آدمی کو رجوع کی دعوت جوان کی زندگی کا تقریباً اوڑھنا بچھونا تھی۔ آپ نے اپنی زندگی کا غالب حصہ اللہ کے پاک کلام کو پھیلانے میں صرف کیا اور قرآن پاک کی تفسیر کو گنجلک درسی اصطلاحات سے باہر نکال کے عام آدمی کی سمجھ اور دلچسپی کے مطابق بیان کیا۔ برصغیر پاک و ہند میں جن بزرگوں نے قرآن پاک کی دعوت کو پھیلانے کا کام خاص طور پر کیا کہ عام آدمی کی دلچسپی فہم قرآن سے پیدا ہو سکے۔ ان میں حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ اور اُن کا خاندان، علمائے دیوبند میں حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن اموی رحمۃ اللہ علیہ جن کی زندگی کا آخری حصہ قرآن پاک کی تعلیمات کو عام کرنے اور اس کے مکاتب کے قیام کی تحریک میں صرف ہوا جس کی بدولت آج پاکستان، انڈیا اور بنگلہ دیش کے دور دراز دیہاتی علاقوں میں بھی قرآن پاک کے ادارے قائم ہیں۔ حضرت شیخ الہند کی اس تحریک کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ عوام الناس کو درسِ قرآن کی صورت میں اس کے معنیٰ اور تعلیمات سے روشناس کرایا جائے۔

ڈاکٹر اسرار، حضرت شیخ الہند کے زبردست مدّاح تھے اور ان کے مشن کی تکمیل کے لیے تمام عمر کوشاں رہے۔ روزمرہ کے پیش آمدہ مسائل اور سماجی تبدیلیوں پر بھی ان کی گہری نظر تھی۔ وہ مغربی فکر و فلسفہ سے مکمل طور پر آگاہ تھے۔ اس لیے ہمیشہ اپنی گفتگو میں مغرب، اُس کے طرزِ عمل اور تحریکات کو اسی تناظر میں موضوعِ بحث بنایا کرتے تھے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے انھیں زبردست قوتِ گویائی عطا فرمائی تھی اور انہوں نے ساری عمر قرآنِ پاک کی صدا لگانے میں اسے صرف کیا۔ علامہ اقبال کے پیغام پر اتھارٹی سمجھے جانے والے چند لوگوں میں سے وہ ایک تھے۔ تاریخ و سیاست پر بھی ان کی رائے ایک منفرد اور ممتاز مقام رکھتی تھی۔

دوسری بات جس کی وجہ سے انھیں اپنے زمانے کے اہلِ علم میں امتیاز حاصل تھا وہ خلافت علیٰ منہاج النّبوۃ کے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قیام کے لیے اُن کی دردمندی اور کوشش تھی۔ اس سلسلے میں وہ جہاں مسلمانوں کی اس دولتِ گم گشتہ کے حوالے سے تاریخ اور سیرت پر گہری نظر رکھتے تھے وہاں دلائل کے ساتھ ساتھ وہ عقل کی آخری منزل عشق میں مبتلا تھے۔ اس معاملے پر اُن کی گفتگو اور خیالات عالمانہ سے زیادہ عاشقانہ نظر آتے ہیں۔ اس کے حوالے سے وہ جمہوری جدوجہد کے سخت خلاف تھے۔

ماضی قریب میں جب افغانستان میں شرعی حکومت کا قیام عمل میں آیا تو ڈاکٹر صاحب مرحوم اپنے بعض تحفظات کے باوجود سادہ لوح سیاہ کپڑوں والے طالبان کے زبردست مداح تھے۔ اور اس حوالے سے انھوں نے جو کوشش وسعی فرمائی۔ جب کبھی اس صلیبی جنگ کی گرد بیٹھے گی تب یقیناً تاریخ لکھنے والوں کو ڈاکٹر صاحب مرحوم کا نام بھی ادب سے لینا پڑے گا۔ افسوس ہم اس قحط الرجال کے دور میں قرآن پاک کے شناور سے محروم ہو گئے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ آمین یارب العٰلمین۔

لاہور میں علماء کا کامیاب اجلاس اور توقعات:

گزشتہ دنوں جامعہ اشرفیہ لاہور میں دیوبندی مسلک کے اکابر علما کا ایک نمائندہ اجلاس منعقد ہوا۔ زیادہ تر اس کی تفصیلات روز نامہ ”اسلام“ میں اخباری رپورٹوں اور مضامین کی شکل میں لوگوں کے سامنے آ چکی ہیں۔ ہمیں اخبارات اور اپنے ذرائع سے جو کچھ معلومات ملی ہیں وہ نہایت حوصلہ افزاء ہیں۔ ایک کام تو تقریباً ۱۰ سال پہلے ہو جانا چاہیے تھا اب ہوا ہے اور بہت اچھا ہوا ہے۔ اس کامیاب اجتماع کے لیے تمام اکابر علماء مبارک کے مستحق ہیں۔ خاص طور پر حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری جنھوں نے نہایت خوش اُسلوبی سے اس اجتماع کا انعقاد یقینی بنایا اور اسے پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔ حضرت قاری صاحب نے اجتماع سے پہلے قائدِ احرار حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری سے رابطہ کر کے انھیں اس اجتماع میں شرکت کی دعوت دی تھی۔ قائدِ احرار نے اپنی طے شدہ مصروفیات کے باعث قاری صاحب سے معذرت فرمالی تھی اور انھیں ہونے والے اجتماع میں اُس لائحہ عمل کی تائید سے بھی آگاہ کر دیا تھا جو بزرگ علماء نے وہاں طے کرنا تھا۔ مجلس احرار اسلام باہمی اتفاق واتحاد کی ہر کوشش کی تحسین کرتی ہے اور علماء کی خادم جماعت کے طور پر اپنے تعاون کا یقین دلاتی ہے۔

خدا کرے اس تاریخی اجتماع کے موقع پر نظر آنے والا جوش وجذبہ میٹنگز تک ہی محدود نہ رہے بلکہ اس کے ذریعے باہمی طور پر پیدا ہونے والے ہر قسم کے جھگڑے ختم ہونے چاہییں اور تمام علماء ایک پلیٹ فارم سے متفق ومتحد ہو کر پاکستان کے استحکام اور وطنِ عزیز میں نفاذِ شریعت کے مطالبے کو عملی جامہ پہنانے کے لیے اپنا کردار ادا کر سکیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی

مولانا عبداللطیف مدنی

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال یاد کرنے رکھنے کا اہتمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس لیے بھر فرماتے تھے کہ وہ انھیں اپنے لیے دونوں جہان کی سعادت اورخوش بختی یقین کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک دعاؤں کے گرویدہ تھے خصوصاً جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ ارشادان کے سامنے آچکے تھے۔

(۱) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلّٰی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمُ :نَضَّرَ اللّٰہُ اِمْرَأً سَمِعَ مِنَّا حَدِیْثاً فَحَفِظَہٗ حَتّٰی یَبْلُغَہٗ (ترمذی ص،۹۰ ج۲)

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس شخص کو تروتازہ وشاداب رکھے جس نے میری حدیث سنی پھر اس کو یاد کیا تا کہ اس کو دوسروں تک پہنچائے۔

(۲) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلّٰی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اَللّٰھُمَّ اِرْحَمْ خُلَفَائِیْ فَقُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَنْ خُلَفَائِکَ؟ قَالَ الَّذِیْنَ یَرْوُونَ اَحَادِیْثِی وَیُعَلِّمُوْنَھَا النَّاس (الطبرانی)

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ رب العزت سے دعا کی اے اللہ میرے خلفاء پر رحم فرما صحابہ کرام نے گزارش کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے خلفاء کون ہیں؟ ارشاد فرمایا وہ جو میری احادیث روایت کرتے ہیں اور لوگوں کو سکھلاتے ہیں۔

(۳) عَنْ اِبْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلّٰی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمُ :اَوْلَی النَّاسِ بِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اَکْثَرُھُمْ عَلی صَلَاۃِ (ترمذی)

یعنی قیامت میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب ان لوگوں کو زیادہ نصیب ہوگا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر زیادہ درود بھیجنے والے ہوں گے۔ اور یہ بات پوشیدہ نہیں کہ علم حدیث میں مشغول ہونے والوں سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی دوسرا درود بھیجنے والا نہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے زیادہ بڑھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب کا کون دلدادہ ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ مبارک دعائیں دراصل دنوں جہانوں کی سعادت اور خوش بختی کی کلید ہیں۔

دوسرا طریقہ تعامل:

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حدیث شریف کی حفاظت کا دوسرا طریقہ جو صحابہ کرام نے اختیار کیا تھا وہ تعامل تھا یعنی وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال وافعال پر بجنسہا عمل کر کے اسے یاد کرتے تھے، بہت سے صحابہ کرام سے منقول ہے کہ انھوں نے کوئی عمل کیا اور اس کے بعد فرمایا ''ھٰکَذَا رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَفْعَلُ''

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سیرت کا ایک ایک باب اتباع وانقیاد کا حسین مرقع ہے ان کی ہر ہر ادا سے اتباعِ نبوی کی شان ٹپکتی ہے۔ ان کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض صحبت سے مشرف اسی لیے کیا گیا تھا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق وعادات، عبادات ومعاملات اور آپ کے اسوۂ حسنہ کو اپنی ذات میں جذب کر کے اپنی استعداد کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رنگ میں رنگین ہو جائیں اور بعد میں آنے والوں کو اس رنگ میں رنگین کرتے چلے جائیں۔ بلاشبہ وہ رنگین بنے ہوئے تھے اور رنگین بنا رہے تھے۔

یہ حضرات صحابہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بلاواسطہ تربیت یافتہ تھے ان حضرات کی تعلیم وتربیت کا سامان خود اللہ رب العزت کی جانب سے کیا گیا تھا، ان کی تربیت کے لیے قدم قدم پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بار بار ہدایات جاری فرمائی گئی تھیں۔ جیسا کہ قرآنی آیات اس پر شاہد ہیں۔ ان تثبیت (ثابت قدم رکھنے کے لیے) فرشتوں کو بھیجا گیا تھا۔

مختصر یہ کہ وحی اور صاحب وحی جن کی تربیت کے نگران تھے ان کی تربیت کا رنگ کتنا پائیدار، کتنا پختہ، کتنا گہرا اور کتنا انمٹ ہوگا؟

بلاشبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت کا اثر ان کی زندگی کے ہر شعبہ میں نمایاں ہو رہا ہے۔ غرضیکہ یہ طریقۂ تعامل بھی نہایت قابل اعتماد ہے اس لیے کہ جس بات پر انسان خود عمل کرتا ہے وہ ذہن میں پتھر پر نقش کی مانند پائیدار اور انمٹ ہو جاتی ہے۔

تیسرا طریقہ کتابت:

حدیث کی حفاظت کتابت کے ذریعہ سے بھی کی گئی، کتابتِ حدیث کو تاریخی طور پر چار مرحلوں پر تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

(۱)　احادیث کو متفرق طور پر زیبِ قرطاس کرنا۔

(۲)　احادیث کو کسی ایک شخصی صحیفہ میں جمع کرنا۔ جس کی حیثیت ذاتی یادداشت کی ہو۔

(۳)　احادیث کو کتابی صورت میں بغیر تبویب کے جمع کرنا۔

(۴)　احادیث کو کتابی صورت میں تبویب کے ساتھ جمع کرنا۔

دورِ رسالت اور دورِ صحابہ میں کتابت کی پہلی دو قسمیں اچھی طرح رائج ہو چکی تھیں چنانچہ بخاری شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

”مَا مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَحَدٌ اَکْثَرَ حَدِیْثاً عَنْہُ مِنِّیْ اِلَّا مَا کَانَ مِنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمرٍو فَاِنَّہٗ کَانَ یَکْتُبُ وَلَا اَکْتُبُ“ (صحیح بخاری، جلد۱ص،۲۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ میں عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی دوسرے کے پاس مجھ سے زیادہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث محفوظ نہیں ہیں اور اس کی وجہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یہی بیان کرتے ہیں کہ وہ احادیث کو لکھا کرتے تھے اور میں لکھتا نہیں تھا۔

(۲) اسی طرح ابوداوداور مسند احمد میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کتابتِ حدیث کے بارے میں خود اپنا واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ:

میں جتنی باتیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سنتا تھا یاد رکھنے کے لیے ان کو لکھ لیا کرتا تھا۔ میرے اس طرزِ عمل کی جب قریش کو خبر ہوئی تو انھوں نے مجھے منع کیا اور کہا کہ تم ہر چیز کو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنتے ہو لکھ لیا کرتے ہو حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آدمی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم غصے کی حالات میں بھی ہوتے ہیں اور خوشی کی حالت میں بھی۔ لہٰذا میں لکھنے سے رک گیا اور اس کا تذکرہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لکھو اور اپنے دہانِ مبارک کی طرف انگلی سے اشارہ کر کے فرمایا۔ (اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے اس سے کسی حالت میں بھی ناحق اور غلط بات نہیں نکل سکتی۔ (ابوداؤد، جلد ا صفحہ ۱۵۷)

(۳) بخاری شریف میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے سال خطبہ ارشاد فرمایا تو ابوشاہ یمنی نے عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھے یہ خطبہ لکھوا دیجئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اُکْتُبُوا لِاَبِیْ شَاہٍ“

(بخاری باب کتابۃ العلم صفحہ ۲۱۔۲۲)

ظاہر ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ خطبہ احادیث پر مشتمل تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے احادیث کی کتابت ہو رہی ہے۔

منکرین حدیث کا کہنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتابتِ حدیث سے ممانعت فرمائی ہے تو مذکورہ بالا احادیث سے یہ بات بخوبی واضح ہوگئی کہ کتابتِ حدیث کی ممانعت کسی امرِ عارض کی بنا پر تھی اور جب وہ امر عارض ختم ہوگیا تو کتابتِ حدیث کی اجازت بلکہ حکم ارشاد فرمایا گیا اور وہ امرِ عارض یہ تھا کہ ابتدا اسلام میں قرآنی آیات کے ساتھ التباس کا اندیشہ تھا۔ اس کے انسداد کے لیے قرآنِ کریم کے ساتھ احادیث لکھنے کے ممانعت فرمائی تھی۔ بعد میں وہ عارض ختم ہوگیا اور صحابہ کرام اسلوبِ قرآن کریم کے ساتھ پوری طرح مانوس ہوگئے۔

قرآنِ کریم سے الگ احادیث لکھنے کا رواج ہر دور میں جاری رہا چنانچہ دورِ صحابہ میں احادیث کے کئی مجموعے جو ذاتی نوعیت کے تھے تیار ہو چکے تھے۔ نمونے کے طور چند مثالیں درج ذیل ہیں۔

© rasailojaraid.com